رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

فہرست مضامین

نمبر ۲۲ | مورخہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اول رضؓ میں خدا کے فضل سے خیر و عافیت ہے ۞

جناب حافظ روشن علی صاحب شملہ سے تشریف لے آئے ہیں

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ تعطیلات کے ختم ہونے پر ۲۲ ستمبر کو کھل گئے ہیں۔ اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے۔ جو طلبار تا حال نہ آئے ہوں۔ انہیں جلد پہنچ جانا چاہیئے۔

دور الضعفار میں جناب میر صاحب قبلہ کچھ اور اضافہ کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکی عمر میں برکت دے ۞

مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور ایک دورہ پر روانہ ہو چکے ہیں ۞

امریکہ میں اشاعت احمدیت

مفتی صاحب کی تازہ چٹھی

۲ دو اور نو مسلم

اللہ پاک کے فضل و کرم سے یہاں تبلیغی کام روز افزوں ترقی پر ہے۔ گذشتہ رپورٹ کے بعد دو اور اصحاب نے دین اسلام قبول کیا۔ ایک کا نام مسٹر رلیف ٹاٹن ہے۔ یہ صاحب جہاز پر ملازم ہیں۔ اور میڈم صدیقۃ النساء کے فرزند ارجمند ہیں۔ میڈم قریباً دس سال سے مسلمان ہے۔ لیکن رلیف عیسائیوں کے زیر اثر تھا۔ تاہم والدہ کی تعلیم و تبلیغ ہمیشہ اسکو اسلام کی طرف کھینچتی رہی۔ کچھ عرصہ سے عاجز کے ساتھ ملاقات تھی۔ اور اس طرح مزید تبلیغ و تحریک کے بعد مسلمان ہوئے۔ اسلامی نام بشیر رکھا گیا۔ دوسرے صاحب مسٹر جانسٹن ہیں۔ جو شہر کنگسٹن میں رہتے ہیں۔ خط و کتابت کے ذریعہ سے داخل اسلام ہوئے۔

حضرت مرشدنا امام سلسلہ احمدیہ کے مضمون مندرجہ اخبار الفضل کی تحریک پر امریکہ میں حفاظت اسلام کی انجمن قائم کی گئی ہے۔ جس کے سکرٹری مسٹر محسینی اڈیٹر عربی اخبار الصراط اور پریزیڈنٹ خاکسار راقم منتخب ہوئے ہیں۔

بعض حالات پیش آمدہ کے ماتحت یہ مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ اس مشن کا مرکز اس ملک میں بجائے نیویارک کے شکاگو مقرر کیا جائے۔ نیویارک ایک طرف ہے اور شکاگو نسبتاً مرکز میں ہے۔ اسواسطے آیندہ خط و کتابت کے واسطے (تا اطلاع ثانی) پتہ یہ ہو گا۔

Mufti Mohd Sadiq
C/o P.O General
Delivery. Chicago,
Ill. U.S. America.

تعجب ہے کہ جنگ ختم ہوگئی ہے۔ پھر بھی اس ملک میں گرانی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ آئے دن دودھ والے کا اور دوسرے دوکانداروں کا نوٹس آتا ہے کہ کل سے اشیاء کی قیمت آدھ آنہ یا ایک آنہ فی پونڈ اور بڑھ جائیگی

میں نے بعض دوستوں کو اپنے پتے کے چند لفافے روانہ کئے تھے۔ مگر اول تو تجربہ سے وہ لفافے بہت کمزور ثابت ہوئے ہیں۔ اتنے دور کے سفر کے لائق نہیں۔ دوم۔ اب پتہ بھی تبدیل ہوگیا ہے۔ اسواسطے کوئی صاحب وہ لفافے استعمال نہ کریں۔

یہاں کے اخباروں میں اسلام اور اہل اسلام کے متعلق کثرت سے نہایت ناپاک مضامین نکلتے رہتے ہیں میں کوشش میں رہتا ہوں۔ کہ ان کے جواب ساتھ ساتھ لکھے جائیں۔ مگر مجھے یہ مشکل پیش آتی ہے۔ کہ ایڈیٹران خود متعصب ہونے کے سبب یا اپنے متعصب ناظرین کے ڈر سے میرا مضمون لینے سے مضائقہ کرتے ہیں۔ اس کا اصل علاج تو یہ ہے کہ اپنا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا جائے۔ مگر اس کے واسطے کم از کم پہلے سال کیلئے ایک سو ڈالر ماہوار کا خرچ درکار ہے۔

اس ہفتے میں ایک متمول صاحب کی یہاں چڑیا مرگئی جس کا بڑی دھوم دھام سے جنازہ نکالا گیا۔ ہزاروں روپے خرچ ہوئے۔ اور ہزارہا پیشے جنازہ کے ساتھ قبرستان گئے۔ اس قسم کی مخلوق بھی یہاں موجود ہے ٭

محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ۷۔ اگست ۱۹۲۰ء

رباعی

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب۔)

ہوگی تعمیر مسجد لندن ٭ گولہ برسیگا کفر پر دن دن
جونہی اونچا ہو نعرۂ توحید ٭ بند ہوجائے چرچ کی ٹن ٹن

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی نظم

مبارک ہو تمہیں لندن میں مسجد کا بنا کرنا
زمین کفر میں اللہ اکبر کی ندا کرنا

ہو فضلوں کے وارث تم کہ تم جو کام کرتے ہو
ہوا کرتا ہے مقصد اس سے بس راضی خدا کرنا

خدا کی راہ پر بس ایک تم ہی چلنے والے ہو
کہ آساں جانتے ہو مال کو جاں کو فدا کرنا

ستم تم پر ہوئے لیکن نہ تم نے راستی چھوڑی
نہ کچھ خاطر میں لائے ظالموں کا تم جفا کرنا

خدا نے امتحاں کے طور پر تھیں مشکلیں بھیجیں
نہ کچھ مقصد تھا ان آفات سے تم کو فنا کرنا

فضیلت اسنے دی ہے آج تم کو ساری دنیا پر
تمہیں بھی چاہیئے اب شکر نعمت کا ادا کرنا

پھنسا سارا جہاں ہے آج کفر و شرک و بدعت میں
تمہیں وہ ہو جنھوں نے ہے اسے ان سے رہا کرنا

رہی تثلیث ہے توحید پر مدت تلک غالب
تمہارے ہاتھ سے اللہ نے ہے اسکو فنا کرنا

وہ یورپ جو کہ بست تثلیث کا ہے آج دلدادہ
وہی توحید پر جاں فخر سمجھے گا فدا کرنا

خدا خود ہی مٹا دیگا انہیں جو اب نہ مانینگے
ہمارا کام ہے اللہ اکبر کی صدا کرنا

یہی ہے کام خدام محمدؐ کا مرے پیارو!
جو خود سے ہو سکے کر کے خدا پر آسرا کرنا

یہ سب ادیان باطل زیر ہو جائینگے آخر میں
نہ انکے زور کو تم دیکھ کر پروا ذرا کرنا

الٰہی عہد کا اب وقت یا روان پہنچا ہے
خدا نے کفر کی ہے زندگی کا گل دیا کرنا

جو ہیں حساد و بدبیں ہونگے وہ بھی خائب و خاسر
ہے انکی جھوٹی امیدوں کا اسنے خاتمہ کرنا

خدایا شاد رکھیو دین حق کے جاں نثاروں کو
نہ اپنے سایۂ رحمت سے تو ان کو جدا کرنا

پیارے بخش دیجو اپنے اس ناچیز اصغر کو
بنایا جس نے شیوہ ہے دعا صبح و مسا کرنا

اخبار احمدیہ

تبلیغ جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی ضلع شاہ پور میں تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔

درخواست دعا نیاز مند پانچ ماہ سے بیمار ہے احباب میرے واسطے دعا فرمائیں (مرزا محمد بیگ برانچ پوسٹماسٹر خان پور سیداں) ہمارے مقدمات ہیں۔ انکی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں (محمد یعقوب پسر میاں معراج دین لاہور) میں بعارضہ بخار بیمار اور زیر بار قرض ہوں۔ احباب اس احقر کے حق میں دعا فرمائیں۔ (غلام حیدر کشمیری بازار لاہور) میرے امتحان میں پاس ہونے کے لئے دعا کی جائے (غلام حیدر شین آفس سکرنڈ) میں جماعت کے سب احباب سے اپنے ایک نیک مقصد میں کامیاب ہونے کی دعا کی درخواست کرتا ہوں (سید صمصام الدین کٹک) میں ایجم دفتر اٹھنے کے ملازمت سے علیحدہ ہوں احباب تنی اچھی ملازمت کے ملنے کے لئے دعا فرمائیں (عبدالصمد گنگی کلکتہ) دعا کی جائے کہ میری سب تکلیفیں دور ہو جائیں (گلاب دین موضع جگت پور) میری بھائی کے لئے جو بیمار ہے دعا کریں (فریدالدین کلکتہ) میں بیمار ہوں اور مسافر۔ ملازمت کا معاملہ ہے دعا کی جائے (محمد فراز خان گنگی بمبئی) ہماری طرف بارش نہیں ہوئی دعا کی درخواست ہے۔ (محمد اسحٰق ساکن کھریپڑ) لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں احباب دعا کریں (محمد افضل خان الہ آباد)

ولادت چودہری ابوالہاشم خان صاحب ایم اے کے ہاں اہلیہ ثانی سے لڑکی ۔ منشی محمد اللہ داد صاحب مدرس مدرسہ گھمن کلاں کے ہاں لڑکا ماسٹر غلام نبی صاحب ہیڈ ماسٹر ادھوالی کے ہاں لڑکا اور عبدالکریم صاحب ریلیز [illegible] برانچ مغلپورہ کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ اللہ مبارک کرے ٭ **نماز جنازہ** ۔ منشی شاہ نواز صاحب مدرس گہرڑ کا چھوٹا لڑکا اور اہلیہ۔ اور حافظ سخاوت علی صاحب کی بھانجی مشتری خاتون فوت ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۰ء

مولوی محمد علی صاحب خلافت ٹرکی کے لئے کیا کر رہے ہیں

ناظرین "الفضل" جانتے ہیں کہ ہم متعدد بار یہ دریافت کر چکے ہیں۔ کہ "مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء خلافت ٹرکی کے لئے کیا کر رہے ہیں" اور بار بار ان کے سامنے انہی کے قول پیش کر کے اس سوال کے جواب کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ ہمارے ان بے شمار تقاضوں اور مجبور کن گرفتوں کی وجہ سے یکم ستمبر کے پیغام میں آخر۔ ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں جس قدر بکواس اور بیہودہ سرائی کی گئی ہے۔ اس کو نظر انداز کر کے ہم اصل جواب کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جو یہ ہے کہ:۔

"خلافت ٹرکی کے لئے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نہایت سچے اور دردمند دل سے دعا کر رہے ہیں"

یہ ہے وہ جواب جو ہمارے پے در پے مطالبہ کا ایک عرصہ کے بعد دیا گیا ہے۔ جس کو پڑھ کر کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس کا نہ دینا دینے سے کہیں بہتر ہوتا۔ اگر فی الواقعہ مولوی محمد علی صاحب ہر قسم کی ظاہری کوشش کو چھوڑ کر معہ اپنے رفقاء کے خلافت ٹرکی کے لئے خاص طور پر درد دل سے دعائیں کرنے میں مصروف ہیں۔ اور اسی کو سلطنت ٹرکی اور خلافت ٹرکی کے بقا اور استحکام کا ذریعہ سمجھتے ہیں تو کیوں ہمارے مطالبہ کا یہی جواب انہوں نے خود یا ان کی صحبت میں رہنے والے کسی ایسے شخص نے جس نے انہیں آدھی آدھی رات کو اٹھ کر دعائیں کرتے دیکھا تھا قبل ازیں نہ دے دیا۔ اور اب بھی دیا تو ایک ایسے شخص نے دیا۔ جو بمبئی میں بیٹھا ہے۔ پھر سوال یہ ہے۔ اگر خلافت ٹرکی کی بحالی اور مضبوطی کے لئے ظاہری کوشش اور سعی کو بالکل ترک کر کے صرف دعا پر ہی زور دینا تھا۔ تو پہلے ہی دن کیوں یہی طرز عمل نہ اختیار کیا گیا۔ اور کیوں تحریر و تقریر کے ذریعہ وہ شور مچایا کہ الامان! وہ وفد خلافت جو وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور جسمیں کہا گیا۔ کہ اگر معاملات ٹرکی کا فیصلہ ہماری منشاء کے مطابق نہ کیا گیا۔ تو ہم گورنمنٹ کے وفادار نہ رہینگے۔ اسمیں شامل ہونے کی بجائے دوسروں سے بھی مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ اس سے کچھ نہیں بنے گا۔ آؤ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے۔ "دردمند دل سے دعا" کریں۔ اگر ان کی یہ رائے مان لی جاتی۔ تو پھر سب ملکر دعا کرنے میں مصروف ہو جاتے۔ اور اگر رد کر دی جاتی۔ تو خود مولوی صاحب تو معہ اپنے ساتھیوں کے اس پر عمل کرتے اور وفد خلافت میں شامل ہونے سے یہ کہکر انکار کر دیتے کہ

احسان نا خدا کے اٹھائے میری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں

لیکن حیرت ہے۔ وہ بڑے فخر اور شوق سے اس وفد میں شامل ہوئے۔ اور اس لئے شامل ہوئے۔ کہ وائسرائے ہند کی چوکھٹ پر اس خلافت کے حصول اور قیام کے لئے جبہ سائی کریں۔ جو ان کے نزدیک آیت استخلاف کے تحت "منصوصہ موعودہ" ہے۔ اور جس کے نہ ماننے والا فاسق ہے۔ آہ! کیا ہی دل کو رنج اور صدمہ پہنچتا ہے۔ یہ خیال کر کے کہ وہ خلافت جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لیستخلفنہم میں خلیفہ بناؤں گا۔ اس کیلئے وائسرائے ہند کے آگے دست عجز پھیلایا گیا۔ اگر مولوی محمد علی صاحب کو خدا تعالیٰ پر ذرا بھی بھروسہ ہوتا۔ تو کیا وہ اس شرمناک حرکت کا ارتکاب کرتے۔ اور خدا کو چھوڑ کر وائسرائے کے آگے ہاتھ پھیلاتے۔ مگر اسوقت انہوں نے دوسروں کے ساتھ ملکر ایسا ہی کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سلطنت ٹرکی کی حمایت کرتے ہوئے کہدیا کہ اگر ان کی منشاء کے مطابق فیصلہ نہ ہوا۔ تو وہ گورنمنٹ کے وفادار نہ رہینگے جس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ الفاظ وائسرائے بہادر کے گوش گذار کرتے وقت ان کا پختہ ارادہ تھا کہ وہ عملی طور پر بھی کچھ کرینگے۔ اور اپنی قوت بازو کے جوہر دکھلانے سے بھی باز نہیں رہینگے۔ لیکن حیرت ہے۔ جہاں وائسرائے بہادر کی ملاقات کے بعد سے مولوی صاحب کے دوسرے ہمنوا سلطنت ٹرکی کی حمایت میں دن بدن زیادہ سرگرم اور تیز ہوتے گئے وہاں ان پر صد درجہ کی سستی اور خاموشی طاری ہوتی گئی حتیٰ کہ ان کے متعلق یہ اعلان ہو گیا کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خلافت ٹرکی کے لئے "دردمند دل" سے دعا کر رہے ہیں۔ دعا ایک بہت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ اور اس کے ذریعہ بڑے بڑے کام نکلتے ہیں۔ لیکن اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ کسی مقصد کے حصول کیلئے ہاتھ پاؤں شل کر کے بیٹھے دعا کیا کرو۔ اور ظاہری اسباب اور کوششوں کو بالکل ترک کر دیا کرو۔ بلکہ اسلام دعا کے ساتھ ہر ممکن کوشش اور سعی کرنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب خلافت ٹرکی کے لئے بڑے دردمند دل سے دعا کرتے ہونگے۔ لیکن یہ دعا کرنا ان کو عملی طور پر کچھ کر کے دکھلانے سے بری نہیں کر دیتا۔ پس اگر وہ خلافت ٹرکی کو آیت استخلاف کے ماتحت خلافت منصوصہ موعودہ سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ کہہ چکے ہیں۔ اگر مقامات مقدسہ کا ٹرکی سے علیحدہ کیا جانا ان کے نزدیک عیسائیت کا اسلام پر حملہ ہے۔ جیسا کہ وہ لکھ چکے ہیں۔ اگر ان کے خیال میں ٹرکی کو خارجی پابندیوں میں جکڑنا عیسائی سلطنتوں کی طرف سے دینی معاملات میں صریح مداخلت ہے۔ جیسا کہ وہ بیان کر چکے ہیں۔ تو اب جبکہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ وہ کیوں اس کے خلاف کوئی عملی کوشش نہیں کرتے۔ اور اگر زیادہ نہیں۔ تو کیوں دوسروں کے ساتھ ہی شریک نہیں ہو جاتے ہمارا خیال ہے۔ اور واقعات کی بنا پر خیال ہے کہ خلافت ٹرکی کو مذہبی سوال بنانے اور اس پر مذہبی رنگ چڑھانے کی جتنی کوشش مولوی محمد علی صاحب نے کی ہے اتنی کسی اور نے کم ہی کی ہوگی۔ اور اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے دینی جذبات کو مشتعل کرنے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ اس کے مقابلہ میں عملی طور پر انہوں نے اتنا بھی نہیں کیا۔ اور نہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جتنا خلافت ٹرکی کے متعلق بہت ہی کم دلچسپی رکھنے والے کسی شخص نے کیا ہوگا۔ وہ اپنی اس منافقت اور بزدلی کو محسوس کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ ان کے ساتھیوں نے اسے محسوس کر لیا ہے۔ اور اس وجہ سے انہیں جو

ندامت اُٹھانا پڑی ہے۔ اس کو مٹانے کے لئے یہ بہانا گھڑا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب "دردمند دل" سے ٹرکی کیلئے دعا کر رہے ہیں۔ یہ بہانہ جس قدر لچر ہے۔ اسکی حقیقت ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں۔ اب صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ جب سے مولوی محمد علی صاحب نے ٹرکی کے متعلق خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ اسی وقت سے وہ دردمند دل سے اس کے لئے دعا کرنے میں مصروف ہیں۔ تو اس حشر کو مدنظر رکھ کر جو ٹرکی کا ہو چکا ہے۔ اور دن بدن ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد یاد آ جاتا ہے۔ کہ وما دعاء الکٰفرین الا فی ضلٰل۔ کیونکہ مولوی صاحب کی دعا کا بھی نتیجہ اُلٹا ہی نکل رہا ہے ؎

زمانہ کی ناموافقت کا عبرت انگیز نظارہ

وہ لوگ جو تاریخ سے کچھ بھی لگاؤ رکھتے ہیں نا واقف نہیں کہ اس دنیا میں اس زمین پر بڑے بڑے تغیرات واقع ہوئے گدڑیوں نے بادشاہتیں لیں۔ گداؤں نے شہنشاہی کے علم بلند کئے۔ اور اس کے مقابلہ میں بادشاہوں کو بھیک مانگنا پڑی۔ شہنشاہوں نے بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کے جان دی۔ اللہ اللہ کیا ہی جامع الفاظ ہیں۔ جو قرآن پاک میں اس قسم کے تغیرات کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں فرماتا ہے۔ تلک الایام نداولہا بین الناس۔ یہ زمانہ کے چکر ہیں۔ یہ ڈھلتے ہوئے سائے ہیں۔ کبھی یہاں کبھی وہاں ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہٖ زمین اللہ ہی کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔ یا جو زمین کا اپنے آپ کو حضور خداوندی میں اہل ثابت کرتا ہے۔ پالیتا ہے۔ بادشاہتیں کسی کی نہیں۔ حکومتیں کسی کی نہیں۔ اگر آج کسی کے پاس ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ کل اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ ہاں جو لوگ ان ایام حکومت و کامرانی میں اپنے مقام کی نزاکت سے واقف ہوتے۔ اور اپنے پہلوں کے حالات سے عبرت گیر ہوتے ہیں۔ وہ ان ایام کو نہایت احتیاط و حزم کے ساتھ گذارتے ہیں۔ اور جو آئندہ کے خیال سے غافل ہوتے ہیں وہ ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں کہ ان کے ماتحت اور زیردست اپنے دلوں کو ان کی ہمدردی سے بالکل خالی کر لیتے ہیں۔ اور پھر وہی ان کی تباہی اور بربادی کا باعث بنتے ہیں۔ اسوقت نشۂ حکومت میں سرشار ہو کر عوام کے حقوق کو پامال کرنے والوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ خدا کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے ؎

یہ خدا کی طرف سے سزا ہوتی ہے۔ اور بدلہ ہوتا ہے ان کے اعمال کا جو وہ اپنے ایام موافق میں غریب لوگوں سے روا رکھتے ہیں۔

زار روس کی حکومت جس کا تصور بھی واقفوں پر لرزہ ڈال دیتا تھا۔ چونکہ ان صفات سے معرا ہو چکی تھی۔ جن کا ہونا ضروری تھا۔ اور جن کیوجہ سے خدا نے اپنی کثیر مخلوق کو اس کے ماتحت رکھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ وقت آ پہنچا تھا۔ جبکہ تباہ ہو جائے چنانچہ خداتعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ دس سال قبل بتا دیا تھا۔ کہ اب زار اور اس کی حکومت عنقریب مٹ جائیگی۔ اس کے بعد زار کا جو حال زار ہوا اُسے بچہ بچہ جانتا ہے۔ لیکن شاید عام لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو گا۔ کہ زار کے متعلقین کی کیا حالت ہے۔ اور وہ لوگ جو اس کے افعال میں اس کے شریک اور مددگار تھے وہ کس طرح اور کیونکر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق ذیل میں ایک انگریزی اخبار کا بیان درج کیا جاتا ہے۔ جو یہ ہے:۔

"بہت سے روسی شہزادے فرانس میں معمولی کام کر کے پیٹ پالتے ہیں۔ بعض نے گائیں پالنی شروع کی ہیں۔ اور ان کا دودھ بیچکر گذارہ کرتے ہیں۔ ایک مصوری کا کام کرتا ہے۔ اور ایک جو روسی دربار میں بہت بارسوخ تھا۔ کھیتی کاشت کرتا ہے۔ ایک جو کسی سلطنت کے دربار میں پہلے سفیر تھا۔ اب زمینداری کا کام کرتا ہے۔ ایک روسی جرنیل موٹر لاری چلاتا ہے۔ اور بہت سے روسی شرفاء جو اب فرانس میں اقامت پذیر ہیں۔ موٹروں کا کام سرانجام دیتے ہیں"

یہ ہے عبرتناک حالت ان لوگوں کی جو کسی وقت کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ کاش! اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں۔ جو معمولی سی خوشحالی میں خدا کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور کاش! دولت مند سمجھیں۔ اور صاحبان حکومت معلوم کریں۔ کہ زمانہ کبھی کسی کے موافق نہیں رہا۔ ان ایام اقبال مندی میں اگر وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ تو اچھے کام کریں ورنہ تاریخ کے کھلے ہوئے باب اور زندہ شواہد بتا رہے ہیں۔ کہ جلد یا بدیر ان کے لئے کیا درپیش ہے۔ میر انیس نے خوب کہا ہے ؎

بگڑی ہوئی شاہی کی خرابی کو نہ پوچھ
اس سے تو بن آئے گی فقیری اچھی

خدام خلافت کے شور و غل کی حقیقت

مسٹر ظفر علی کی گرفتاری پر اخبار زمیندار نے جو نوحہ لکھا ہے۔ اس کے اخیر میں گورنمنٹ کے مقابلہ میں اپنی عاجزی اور بےکسی کا اظہار یوں کیا ہے:۔

"ان مٹھی بھر خدام خلافت کے شور مچانے سے ہوتا ہی کیا ہے۔ شور مچا مچا کر بیٹھ جائینگے۔ کیا کبھی محض زبان و قلم کے شور و غل سے بھی سلطنتیں متزلزل ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ لوگ بہت زیادہ کرینگے۔ چار ریزولیوشن منظور کر دینگے۔ چند خان بہادریاں اور آنریبلیاں چھڑا دینگے۔ ہم بدبختان بے دست و پا اس سے زیادہ اور کیا کر سکتے"

ان الفاظ سے جہاں یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو بڑے تیس مار خاں بنتے۔ اور بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ ذرا سے دباؤ سے کس طرح جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اچھی طرح علم ہے۔ کہ تحریک خلافت کے نام سے جو شور مچا رہے ہیں۔ وہ بالکل بے فائدہ اور لغو ہے۔ اور اس سے انہیں کچھ نفع نہ ہو گا۔ جب یہ صورت ہے۔ جس کا کھلے طور پر اعتراف کیا جا رہا ہے۔ تو پھر شور و شر مچانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

ایک ایسا فعل کرنا جس کے متعلق خیال ہو۔ کہ اس کا کوئی مفید مطلب نتیجہ نہیں نکلے گا۔ کسی ہوش مند انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس سے نقصان پہنچنے کا خطرہ بھی ہو۔ تو پھر تو کوئی معمولی سے معمولی عقل کا انسان بھی اس میں ہاتھ نہ ڈالیگا۔ مگر حیرت اور تعجب ہے مسلمانوں پر جو یہ سمجھتے ہوئے کہ خلافت ٹرکی کے متعلق ان کے شور و شر کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلیگا۔ پھر بھی شور مچائے ہی جاتے ہیں۔

کیا سمجھدار اصحاب "زمیندار" کے مذکورہ بالا الفاظ کو مدنظر رکھکر ان شور و غل مچانے والوں سے علیحدہ ہو جائینگے جو کہ بالکل بے نتیجہ بلکہ نقصان رساں طرز عمل اختیار کئے ہوئے ہیں۔

حب الوطنی

وطن کی محبت ایک قدرتی جذبہ اور پاک جذبہ ہے۔ اس کا ظہور بعض اوقات بغیر ارادہ کے بھی ہو جایا کرتا ہے۔ حب الوطنی کی تازہ مثال ایک عجیب واقعہ ہے۔ جو ملک مصر سے تعلق رکھتا ہے۔ خبر ہے۔ کہ

"چند سکھ صاحبان جو انگلستان سے آ رہے تھے دوران سفر میں پورٹ سعید میں وارد ہوئے۔ اور مصری ہوٹل میں ناشتہ کیلئے پہنچے۔ لیکن مصری ہوٹل کے مالک نے انہیں ہوٹل سے اس وجہ سے نکال دیا۔ کہ ان کی قوم مصریوں کے خلاف فوج میں شریک ہوئی ہے۔ اور مصریوں سے مقابلہ کرتی رہی ہے ایسی حالت میں انہیں مصریوں سے میزبانی کی توقع نہ کرنا چاہیئے"

یہ واقعہ واقعی اپنے اندر جذبہ حب وطن کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ لیکن اگر ہوٹل کا مالک مسلمان تھا۔ تو اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے تھا کہ اسلام اپنے "دشمن" کے ساتھ بھی ایسا سلوک کرنے کو پسند نہیں کرتا۔

مسلمانوں کی جگہ ہندو ملازم ہو رہے ہیں

عدم تعاون کی ایک شق گورنمنٹ کی ملازمتوں سے مستعفی ہونا بھی ہے۔ لیکن اس کے متعلق ہندو صاحبان جس طرح مسلمانوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اس کا علم اس عبارت سے ہو سکتا ہے۔ جو ۱۷ ستمبر ۱۹۲۰ء کے زمیندار میں شایع ہوئی ہے۔ اور جس میں لکھا ہے۔ کہ

"جب سب لوگ پکار رہے ہیں۔ کہ ہندو اور مسلمان ایک ہو گئے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہمارے ہندو بھائی قطع تعلق نہیں کرتے۔ اور یہاں تک ہو رہا ہے۔ کہ ایک مسلمان استعفا دیتا ہے۔ تو دوسرا ہندو بھائی نوکری کے واسطے تیار کھڑا ہے"

اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ہم صرف یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ جب مسلمانوں کے قائمقاموں نے اپنے آئندہ طرز عمل کے متعلق الہ آباد میں کانفرنس منعقد کی۔ تو اس وقت امام جماعت احمدیہ نے انہیں قطع تعلقات کے ہر ایک پہلو اور خاص کر ملازمتیں ترک کرنے کے نقصان سے بہت اچھی طرح آگاہ کر دیا۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کے ملازمتیں چھوڑنے کے متعلق تحریر فرمایا:۔

"ہر ملازمت کیلئے دوسری اقوام کے لوگ نہ صرف مل جائینگے بلکہ شوق سے آگے بڑھینگے۔ کیونکہ ملازمت تلاش کرنے والوں کی ہمارے ملک میں کمی نہیں ہے۔ ایسے لوگ مسلمانوں کے اس فیصلہ کو نعمت غیر مترقبہ سمجھینگے۔ اور ان کی بے وقوفی پر دل ہی دل میں ہنسینگے۔ پس سوائے اس کے کہ اس فیصلہ سے لاکھوں مسلمان اپنی روزی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اور تعلیم سے محروم ہو جاویں اور اپنے حقوق کو جو بوجہ مسلمانوں کے سرکاری ملازمتوں میں کم ہونے کے پہلی ہی تلف ہو رہے ہیں اور زیادہ خطرہ میں ڈالدیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔"

جس وقت یہ الفاظ شایع ہوئے۔ اس وقت ہندو مسلم اتحاد کا اسقدر غلغلہ تھا کہ ہندو اس قسم کے الفاظ سننے کیلئے بظاہر تیار نہ نظر آتے تھے۔ چنانچہ انہیں ایام میں دہلی کے ایک ہندو صاحب نے اخبارات میں اعلان بھی کر دیا تھا۔ کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی جگہ ہندو ملازم ہو جائینگے وہ ہندوؤں کی ہتک کرتے ہیں۔ ہندو کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ لیکن اب دیکھئے مذکورہ بالا الفاظ کس طرح حرف بحرف پورے ہو رہے ہیں۔ اب بھی مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں۔ تو ان کی مرضی۔

نائیجیریا میں تبلیغ اسلام

ہمعصر صداقت لاہور مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے عازم نائیجیریا ہونے کی اس خبر کو نقل کرنے کے بعد جو ۲۳۔ اگست کے پرچہ میں شایع ہو چکی ہے رقمطراز ہے

"اگرچہ ہم احمدی نہیں ہیں۔ لیکن ہمیں تبلیغ اسلام کے متعلق اپنے احمدی دوستوں کی سرگرمی اور اولوالعزمی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ نائیجیریا ایک بہت بڑا ملک ہے جو افریقہ کا مغربی حصہ ہے۔ جہاز اور ریل سے جانیوالوں کو نائیجیریا پہنچنے کیلئے براہ انگلستان ایک نہایت طویل سفر اختیار کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے ایک لاہوری دوست جو نائیجیریا کے ایک سرکاری محکمہ میں ملازم ہیں۔ ۳ ماہ کے عرصہ میں وہاں پہنچا کرتے ہیں۔ نائیجیریا کے حالات ہم نے اپنے دوست کی زبانی سنے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ افریقہ کے اس مغربی حصہ میں اسلام اور اس کے نام لیواؤں کی حالت بہت افسوسناک ہے۔ وہاں تبلیغ اسلام کی سخت ضرورت ہے۔ اگر مولوی مبارک علی صاحب نے نائیجیریا کے مسلمانوں کو جو مذہبی معلومات کے اعتبار سے نہایت پست اور ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسلام کی اسی پاک تعلیم کا سبق دیا جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے دنیا کی تاریکی کو اجالے میں منتقل کر دیا تھا تو بلا شبہ یہ ایک بہت بڑا کام ہوگا ہمارے علماء کرام اصلحہم اللہ بجائے اسلام کی تبلیغ کے اپنی پوری طاقت ایک دوسرے کی تخریب اور تذلیل پر صرف کر رہے ہیں غیر مسلم اقوام کے سامنے اسلام کا یہ ایک بہت بُرا نمونہ ہے جب مذہبی رہنماؤں کی گمراہی کا یہ حال ہے۔ تو عوام الناس سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں" (۱۶ ستمبر ۱۹۲۰ء)

معاصر صداقت کو ہم اطمینان دلاتے ہیں۔ کہ مولوی مبارک علی صاحب نائیجیریا میں اسی اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے۔ اور اسی نور سے اہل نائیجیریا کو منور کرینگے جو تیرہ سو سال قبل چمکا تھا۔ اور جس پر ان لوگوں نے جن کا ذکر صداقت نے اپنے مضمون کے آخر میں کیا ہے پردہ۔۔

عدم تعاون یا عدم اطاعت

آج کل اخبارات میں عدم تعاون کے متعلق بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ مجھ جیسے بہت سے اشخاص ہونگے جن کو لفظ عدم تعاون کے مفہوم سے ناآشنائی ہوگی یا اگر آشنائی ہوگی تو اسقدر مجمل اور مہمل کہ غالباً وہ بھی اگر علیحدہ ہو کر سوچیں۔ اور اپنے خیالات کا جائزہ لیں۔ تو ان کو بھی معلوم ہو جائے۔ کہ ان کا جاننا نہ جاننے کے ہی برابر ہے۔ پس میں شروع ہی میں عرض کر دیتا ہوں۔ کہ مجھے جاننے کا ہرگز دعویٰ نہیں صرف چند باتیں ہیں جو بھی اس غرض سے لکھتا ہوں۔ کہ شاید میری غلطی کو دیکھ کر کسی اہل علم و دانش کو خیال ہو جائے۔ کہ بجائے اس کے کہ کسی امر کے متعلق شور پکار کی جاوے۔ اور عام لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب و تحریص دلائی جاوے۔ پہلے ان لوگوں کے دلوں میں اس امر کے متعلق پوری واقفیت پیدا کرنی ضروری ہے۔ اور ان کے ذہن نشین کرنا چاہیئے۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور کیا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ہماری گردوپیش کے حالات کیا ہیں۔ مفصل نہ سہی اصولی طور پر بحث نہ سہی۔ کیونکہ عوام ممکن ہے۔ اس کو پورے طور پر سمجھ نہ سکیں تاہم اتنا علم دینا تو ضروری ہے۔ کہ ہماری غرض کیا ہے۔ اور یہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ اور اس کے لئے جو وسائل اختیار کر رہے ہیں۔ وہ صحیح ہیں یا غلط۔ آیا ان ذرائع سے ہم منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ ایسا تو نہ ہوگا کہ ہم راہ میں ہی بھٹک کر مارے مارے پھریں گے۔ اور ہمارا پرسان حال بھی کوئی نہ ہوگا۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے میں بھی چند باتیں عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں Hobbes یا Locke اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اس سے ہمیں سروکار نہیں یہ لوگ یورپ کی آزاد ہوا میں پلے۔ اسی آزادی میں انہوں نے پرورش پائی۔ یہی ان کی خوراک تھی۔ یہی ان کے گردوپیش تھی۔ ان کی حالت اور ہماری حالت یکساں نہیں۔ اسی لئے جس طرز پر وہ کسی مسئلہ تک پہنچتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتا ہے۔ میں موٹی موٹی باتیں عرض کرتا ہوں

عدم تعاون دو عربی لفظوں کا مجموعہ ہے۔ جس کے معنے غالباً ملکر کام نہ کرنے کے ہیں۔ ممکن ہے یہ انگریزی لفظ Non Coopration کا ترجمہ ہو۔ جس کے معنے غالباً اخبارات میں کبھی کبھی عدم اشتراک عمل بھی کئے جاتے ہیں۔ تاہم نام کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ہمیں حقیقت سے غرض ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مفہوم ملکر کام نہ کرنے کا ہی ہے۔ کیونکہ انگریزی لفظ Non Coopration بھی یہی مفہوم ظاہر کرتا ہے۔ عدم اشتراک عمل گو لمبا فقرہ ہے لیکن اس لفظ انگریزی کے مفہوم کے ادا کرنے میں عدم تعاون سے زیادہ اقرب ہے۔ کیونکہ تعاون۔ معاونت عون۔ سب میں مدد تائید وغیرہ کے معنے پائے جاتے ہیں۔ لیکن Coopration کے لفظ میں اشتراک اور یگانگت یکرنگی اور ہم پلہ ہونے کا بھی مفہوم ہے۔ گویا Cooprate کرنے والا اپنے آپ کو ایک رنگ میں دوسرے کے برابر سمجھتا ہے۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے۔ آیا ہم اور گورنمنٹ ایک ہی ہیں۔ یا دو مختلف مدارج کی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ منافقت یا دل رکھنی کے سوال کو علیحدہ کر کے دیکھیں۔ کہ آیا ابھی تک گورنمنٹ انڈیا اور ہندوستانی لوگ ایک ہی سطح پر ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ کہ یورپ میں جو مفہوم گورنمنٹ کا لیا جاتا ہے یعنی یہ کہ اپنے آپ پر حکومت اپنی بہتری کیلئے لوگ آپ کریں۔ کیا یہ مفہوم ہندوستان پر صادق آتا ہے۔ اگر صادق نہیں آتا۔ بلکہ حالت یہ ہے۔ کہ ہندوستانی محکوم ہیں۔ اور برٹش حاکم۔ تو اس صورت میں اشتراک عمل کہاں رہا۔ اشتراک عمل تب ہوتا۔ کہ ہم اور برٹش ایک پائے کے ہوتے۔ جب یہ صورت ہی موجود نہیں۔ تو پھر لوگوں کو عدم اشتراک عمل کہہ کر اگر دھوکا دینا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ حاکم اور محکوم۔ فاتح اور مفتوح متضاد چیزیں ہیں۔ یہاں اشتراک کا سوال نہیں۔ یہاں سوال حکم و اطاعت کا ہے۔ یہ امر دیگر ہے۔ کہ محض خدا کے فضل سے ہندوستان کو گورنمنٹ ایسی ملی ہے۔ کہ باوجود غیر ہونے کے وہ اپنوں سے بہتر سلوک کرتی ہے۔ تاہم یہ امر جھٹلایا نہیں دیا جا سکتا۔ کہ یہاں اشتراک عمل نہیں۔ یہاں اطاعت و عدم اطاعت کا سوال ہے۔ پھر اپنے آپ کو گورنمنٹ کے برابر بنا لو۔ جیسا کہ گورنمنٹ کا منشاء ہے۔ کہ ہم لوگ آہستہ آہستہ responsible Government کی حد تک پہنچ جائیں جس وقت چونکہ حکومت ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہوگی یا بالفاظ دیگر حکومت ان کے اپنے ہاتھوں میں ہوگی۔ ممبران گورنمنٹ لوگوں کی طرف سے منتخب شدہ ہونگے۔ اور لوگوں کے سامنے جوابدہ ہونگے۔ اس لئے اس وقت تو یہ سوال اٹھ سکتا ہے۔ لیکن اس وقت قبل از وقت معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ابھی تک گورنمنٹ اہل انگلستان کے ہاتھ میں ہے۔ جس میں ہندوستانی آواز کا دخل نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے عدم اشتراک عمل کا سوال نہ صرف پیش از وقت ہے۔ بلکہ مضحکہ انگیز بھی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہل چلانے اور زمین کو دانہ قبول کرنے کے قابل بنانے سے پہلے ہی دانہ بکھیر دیا جاوے۔ اور پھر امید رکھی جاوے۔ کہ آئندہ فصل ربیع بہت عمدہ ہوگی۔ انہی خیالات خام میں پڑ کر ہم نہ صرف تضیع اوقات کے مرتکب بلکہ صرف بد اندیش اور ترقی ملک میں سد راہ اور طریق معکوس کے اختیار کرنیوالے ہونگے۔ یہ تو مختصر طور پر لفظ عدم اشتراک عمل کی حقیقت ہے جو میرے ذہن نارسا میں آتی ہے ؛

اب ایک اور پہلو لیجئے۔ آزاد ممالک میں جن کے الفاظ کو ہم بے محل اور بر محل استعمال کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ کے معنے اشتراک عمل کے ہیں یعنی اگر لوگ اپنے منتخب شدہ افراد کا ہاتھ نہ بٹائیں۔ اور ان کے تعاون اور معاونت سے انکار کر دیں۔ اور کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ تو وہ ارکان اور رکیبن ایک لمحہ بھر بھی نہیں ٹھیر سکتے ہیں۔ وہاں گورنمنٹ کے معنے ہیں اشتراک عمل۔ اور عدم اشتراک عمل کے معنے ہیں عدم گورنمنٹ یعنی ان کے ساتھ ان کا اشتراک عمل نہیں۔ وہ ایک دن بھی ان پر حکومت نہیں کر سکتے۔ ان کی جگہ بہرحال کوئی دوسرے ایسے موجود ہونے ضروری ہیں۔ جن کے ساتھ وہ ملکر کام کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی مشینیں چلتی رہتی ہیں۔ عدم اشتراک کے معنے وہاں عدم گورنمنٹ کے ہیں۔ میں یہاں ضرورت گورنمنٹ پر بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ یہ واضح بات ہے کہ اگر گورنمنٹ نہ ہو۔ تو پھر دنیا کا کام چلنا مشکل ہو جائے۔

اسی لئے جب سے انسان کی تاریخ ملتی ہے۔ اس میں گورنمنٹ کا وجود ایک نہ ایک رنگ میں چلا آتا ہے۔ جاہل سے جاہل زمانے سے لے کر مہذب سے مہذب زمانے تک ضرورت گورنمنٹ کو تسلیم کیا ہے۔ خیر اس سے یہاں سروکار نہیں۔ سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں گورنمنٹ تو وہ ہے نہیں جس کا مفہوم یورپ کے آزاد لوگ اپنی بہتری اور بہبودی کے لئے اپنے آپ پر آپ حکومت کرنا سمجھتے ہیں۔ بلکہ معاملہ دگرگوں ہے۔ سوال فاتح و مفتوح کا ہے سائل و مسئول۔ حاکم و محکوم کا۔ ہمیں روزانہ درخواستیں دینی پڑتی ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ یہ رعایت ہونی چاہیئے اس صورت میں عدم اشتراک عمل ایک فعل مہمل ہے۔ یہاں گورنمنٹ عام لوگوں کی مرضی کے مطابق نہیں۔ نہ عام لوگوں کی آواز کا اس میں دخل ہے۔ یہاں دل ملنے یا نہ ماننے۔ حکم ماننا ضروری ہے۔ اس لئے عدم اشتراک کس کے ساتھ ہوا۔ عدم اشتراک کے معنے عدم گورنمنٹ ہے۔ لیکن یہاں تو گورنمنٹ عدم اشتراک چھوڑ بغیر اشتراک یا بالفاظ دیگر باوجود اس کے خلاف کوششوں کے یہاں موجود ہے۔ تو کیا عدم اشتراک کا استعمال بے محل نہیں۔ عدم اشتراک کے معنے ہیں۔ گورنمنٹ کے وجود کی نفی۔ کیا ہم یہ کر سکتے ہیں۔ جب نہیں تو پھر فضول ہے۔ کیوں نہ وہ راہ چلیں۔ جو سلامتی کی راہ ہے۔ اور جو قدرت نے ہمارے لئے وضع کی یا ہماری نالائقی کی وجہ سے ہمارے لئے وضع کی گئی۔ اس لئے پہلے اپنی اصلاح کریں۔ اور جادۂ اطاعت سے انحراف نہ کریں ۔

عدم اشتراک عمل کے مراتب ممکن ہیں کہ صحیح ہوں لیکن کن کے لئے۔ ہندوستانیوں کے لئے ہرگز نہیں کیونکہ یہاں وہ حالات موجود نہیں۔ اور ابھی تک اس سرزمین کی آب و ہوا ان کے لئے ناموافق ہے۔ ممکن ہے کچھ عرصہ کے بعد عادی ہو جائیں۔ مگر غرض یہ ہے۔ کہ عدم اشتراک عمل جس کے معنے نفی گورنمنٹ کے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم اشتراک عمل کر رہے ہیں۔ ہم کسی کے گھر میں بلا اجازت جانے کی جرأت نہیں کرتے۔ کسی کا مال نہیں لوٹتے۔ کسی کا گلا نہیں کاٹتے۔ انہی باتوں کے لئے گورنمنٹ کا وجود ہوتا ہے۔ جب یہ موجود ہیں۔ تو ہم گورنمنٹ خود قائم رکھتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اشتراک عمل عملی طور پر کر رہے ہیں۔ گو منہ سے ہمارے الفاظ کچھ اور ہی کیوں نہ ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسٹر گاندھی کبھی یہ مشورہ نہ دینگے۔ کہ ہم اپنے کسی دیسی بھائی کا گلا کاٹیں یا اس کا مال لوٹیں۔ جب تک یہ ہے۔ گورنمنٹ قائم ہے۔ خواہ کوئی کچھ ہی کیوں نہ کہے۔

پھر کئی ایسے ٹیکس ہیں جو ہم ادا کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں ان کا علم نہیں۔ کہ ان کا بار ہم پر ہے۔ جب تک ہم نمک کھاتے۔ ریلوں پر چڑھتے۔ نہروں کا پانی استعمال کرتے بیرونی دنیا کی اشیاء استعمال کرتے۔ اپنی چٹھیاں بھیجتے ہیں۔ تب تک ہم گورنمنٹ کو کافی روپیہ بطور آمد دے رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ قائم ہے۔ منہ سے ہم اشتراک نہ رکھتے جائیں اگر آپ خطابات چھوڑ دینگے۔ تو ایک کی بجائے ہزاروں طیار ہیں۔ اگر ممبری سے استعفا دیدینگے۔ تو سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایسے مل جائینگے۔ جو مستعفی ممبروں کی جگہ لینے کے لئے طیار ہیں۔ اس حالت میں پہلے ان اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ادھر توجہ فرمائیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ بغیر کونسلوں کی ممبری کے بھی تو گورنمنٹ حکومت کر رہی ہے۔ کیا اگر بفرض محال تمام کے تمام لوگ بھی انکار کر دیں۔ تو گورنمنٹ جبری طور پر اپنا کام نہیں چلا سکتی۔ ہندوستانیوں کے پاس ہے ہی کیا۔ کہ وہ گورنمنٹ کے راستہ میں روک ہو سکیں۔

یہ بھی خیال جنون سے کم نہیں کہ کوئی غیر قوم آپ کیلئے اپنے آپ کو جان جوکھوں میں ڈالنے کے لئے تیار ہے کسی کو کیا پڑی ہے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے ملک کی حالت عبرت انگیز ہے۔ پریزیڈنٹ ولزن کہتے ہیں۔ کہ تمام دنیا سے ہمدردی رکھتا ہے۔ اور بڑے عمدہ اور دلاویز جملے بولنے کا عادی ہے۔ یہ بھی سنا جاتا ہے۔ کہ اس کو یا اس کے اہل وطن کو دنیا میں آزادی اور خود مختاری کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے ساتھ سخت ہمدردی ہے۔ اور وہ اس کا عملی طور پر بھی اظہار کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آئرلینڈ کو دیکھ لیں۔ مشرق قریب و مشرق اقصیٰ کو دیکھ لیں۔ امریکن ہمدردی کا العنقاء ہے یا نہیں۔ کسی کے بھروسہ پر رہنا کبھی بھی عقلمندی نہیں سمجھا گیا۔ اسلئے عدم تعاون معنوناً [illegible] ہندوستان میں موجودہ حالات کے ماتحت عدم تعاون سے مراد [illegible] عدم اطاعت کا جزو [illegible] (یار زندہ صحبت باقی)

وہ فرشتہ آیا

حضرت حافظ معین الدین صاحب مرحوم قادیانی کی زندگی کا ایک ورق ہر روز میرے پیش نظر رہتا ہے۔ اور میں انکے ذکر سے رطب اللسان رہتا ہوں۔ چونکہ اس سے صرف میں ہی واقف ہوں۔ اس لئے دوستوں کو سنا کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

ایام قیام دار الضعفاء قادیان میں ایک دن میرا ہاتھ خالی تھا۔ کہ ایک ارائیں ننگل (متصل قادیان) سے گاجریں بیچنے آیا۔ اور آواز دی۔ میرے بچے لپکے اور کہا کہ گاجریں لے دو۔ میں نے کہا جب ابھی گاجریں آوینگی تو لے دینگے۔ گاجر فروش بولا کہ میری گاجریں میٹھی ہیں۔ کہا کر دیکھ لو۔ اور دو گاجریں بچوں کے ہاتھ میں دیدیں۔ انہوں نے کھا کر کہا کہ ابا جی گاجریں میٹھی ہیں۔ لے دو۔ میں نے توکلاً علی اللہ دو پیسہ کی گاجریں دینے کو کہدیا۔ بچوں نے کھا کر اور کا مطالبہ کیا۔ میں نے سوچا کہ جہاں سے دو پیسے دینے جا دینگے۔ وہیں سے دو اور بھی دیدوں گا۔ اس لئے اور دو پیسہ کی گاجریں لے دیں۔ بچے لے کر گھر پہونچے۔ تو انکی والدہ نے کہلا بھیجا کہ گاجریں شیرین ہیں۔ اور بھیجدیں ییئے دو پیسہ کی اور خرید دیں۔ اور یہ اشد ضرورت سمجھ کر لی گئیں۔ مگر پیسہ کوئی پاس نہ تھا۔ اسی اثنا میں ایک غریب نومسلم نے کہا کہ مجھے بھی دو پیسہ کی گاجریں لے دو۔ مگر پیسہ میرے پاس نہیں ہے۔ اس کو بھی دو پیسہ کی گاجریں لے دیں۔ اور قیمت اپنے ذمہ ڈال لی۔ جب بائع نے قیمت طلب کی۔ تو میں نے اس سے کہا کہ تم قادیان گاجریں فروخت کر لو۔ واپسی پر ہم پیسہ دیدینگے۔ اس نے نہایت اضطراب سے کہا کہ میں نے قادیان سے اشیاء خریدنی ہیں۔ مجھے ابھی لے دو۔ اسپر مجھے بہت فکر ہوئی۔ اور اپنا ایک بچہ ایک معمار کے پاس بھیجا جو کہ دار الضعفاء کی مسجد پر کام کر رہا تھا کہ ۲ / نقد دے دو۔ ہم روپیہ توڑا کر تم کو کل دیدینگے۔ میاں نبی بخش صاحب معمار سیالکوٹی نے بلا تامل ۲ / حوالے کئے اور گاجر فروش لے کر چلا گیا۔

بچوں نے سارا دن انہیں گاجروں پر بسر کیا۔ جب وہ روٹی مانگتے۔ میں ان کے پیٹ کا حال پوچھتا۔ تو وہ کہتے کہ کسی قدر درد ہے۔ میں اسپر کہدیتا۔ کہ جب تک پیٹ صاف نہ ہووے۔ کھانا مناسب نہیں۔ یہاں تک کہ شام کو بھی ان کو یہی جواب دیکر سُلادیا گیا۔ اور خود بھی نماز عشاء پڑھکر چارپائی پر لیٹ گیا۔ بیوی بھی خاموش ہوکر پڑرہی۔ اتنے میں دروازہ کھٹکانے کی آواز آئی۔ میں نے بیوی سے کہا کہ لو وہ فرشتہ آیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اب تمہارے لئے خدا نے کچھ کھانے کا سامان بھیجا ہے۔

دروازہ کھولنے پر معلوم ہوا۔ کہ حافظ معین الدین صاحب تشریف لارہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اسوقت کیوں تکلیف فرمائی۔ فرمایا۔ میں نماز عشاء پڑھکر سونے لگا تھا۔ کہ یکایک میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ فلاں کا حال پوچھنا چاہیئے۔ اس لئے آیا ہوں۔ میں نے ان کو بعزت واحترام گھر میں لاکر بٹھایا۔ آپنے فرمایا میرے پاس کچھ روٹی آئی تھی۔ میں نے کہا کہ میرے پاس رکھی ہوئی صبح تک خراب ہوجاویگی۔ اس لئے تمہارے پاس لایا ہوں تمہارے بچے کھالیں گے۔ میں نے کہا کہ بچے تو آرام سے پڑکر سورہے ہیں۔ آپ نے اسوقت بہت تکلیف اُٹھائی تو فرمایا۔ اچھا۔ آپ کے مُرغ کھالینگے۔ میں نے بیوی سے کہا کہ یہ خدا کا بھیجا ہوا رزق آیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ حافظ صاحب نے آٹھ روٹیاں عنایت کیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک روپیہ نکالکر میری طرف کیا۔ اور کہا کہ یہ پیسہ بھی لے لو۔ میں نے بہت زور سے ان کو منع کیا۔ کہ آپ نابینا ہیں۔ ہم کو آپ کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اس سے معاف فرمایا جاوے۔ آپنے اسی قدر اصرار سے کہا کہ منظور کرلو۔ یہ رد کرنا اچھا نہیں۔ میں نے اس کو بھی خدا کی امداد سمجھ کر رکھ لیا۔ اور آیندہ کے لئے حافظ صاحب کو روکا کہ اس طرح نہ کیا کریں۔ آپنے فرمایا۔ کہ اللہ تعالے جو مجھ سے کراتا ہے۔ وہ کرتا ہوں۔ آپ کیوں منع کرتے ہیں۔ میرا سب کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیواسطے ہے۔ پھر صبح کو وہ روپیہ تڑا کر میاں نبی بخش صاحب معمار کو ۱۲ر بھیجدیئے مگر انہوں نے لینے سے انکار کیا۔ پھر دوبارہ بھیجے پھر بھی انکار کیا۔ سہ بارہ خود لیکر گیا۔ انہوں نے ہاتھ میں لیکر پھر واپس کردیئے

دعوتِ حق اور مخالفت

لوگ تعجب کرتے اور حیران ہوتے ہیں کہ ایک خیال یا ایک اثر جس کو ایک فرد یا چند لوگ اختیار کرتے ہیں۔ ساری قوم میں کیونکر ساری ہوجاتا ہے۔ اور کیونکر ایک چنگاری شعلہ بن جاتی ہے۔ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ ہوا کیونکر تمام ابدان میں نفوذ کرجاتی ہے۔ اور کس طرح مسلم اسے قبول کرتے ہیں۔

حق بھی ایک ہوا ہے۔ جو چاروں طرف سے چل رہی ہے۔ ہوا کا چلنا لوگوں کی خواہشوں پر موقوف نہیں۔ لوگوں کی خواہش ہو یا نہ ہو۔ وہ ضرور چلے گی۔ اور ضرور اس کا دلوں اور دماغوں پر اثر ہوگا۔ اور جیسا کہ ازل سے دنیا کا دستور ہے۔ مخالفت بھی ضرور ہوگی۔ اور یہ سنت اللہ ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ کہ جب تک مخالفت مقابلہ پر نہ ہو اہل حق کامیاب نہیں ہوتے۔ اور جب تک اہل حق مصائب کے دشوار رستوں سے ہوکر نہ گذریں۔ صداقت کی کسوٹی پر پرکھے نہیں جاتے۔ اور انہیں قرب الٰہی میسر نہیں ہوتا۔ ہر مامور من اللہ اور مصلح کے زمانہ میں یہی دستور دنیا رہا ہے۔ عربوں کی تاریخ پڑھنے اور اسلام کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسقدر ان میں مخالفتِ حق تھی۔ اور پھر ایمان لانے کے بعد کونسی چیز تھی جس نے انہیں بڑی بڑی جابر سلطنتوں پر غلبہ دیا۔ ایک طرف کفار کی شدید مخالفت تھی۔ حتی کہ ہجرت پر مجبور ہوگئے۔ اور ادھر نور ایمان تھا۔ جس نے انکی پہلی حالت بدلکر انمیں نئی رُوح پھونک دی۔ ان کے تمام اقوال اور افعال میں اسلام سرایت کرگیا۔ اور وہ ہر عسر و یسر میں راحت پانے لگے۔ چنانچہ مغیرہ بن شعبہ نے جو تقریر قادسیہ کے میدان جنگ میں ایران کے سپہ سالار رستم کو مخاطب کر کی تھی۔ وہ اس کی پوری مصداق ہے۔ رستم نے کہا۔ "جو کچھ تم مانگتے ہو۔ اسی میں مرجاؤ گے" مغیرہ نے جواب دیا "نہیں ہم میں سے جو مریگا۔ وہ بہشت میں جائے گا۔ اور جو تم سے مریگا۔ وہ دوزخ میں۔ جو ہم میں سے بچ رہا۔ وہ تمہارے پسماندوں پر غالب ہوگا" اسی قسم کی وہ گفتگو تھی جو محاربات مصر میں ایک مسلمان سردار اور مقوقس کے درمیان ہوئی تھی۔ مقوقس نے رومیوں کی جمعیت سے ڈراکر کہا تھا کہ عرب کبھی ان پر غالب نہیں آسکیں گے۔ عبادہ نے جواب دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی اس جمعیت پر نازاں نہ ہو۔ رومیوں کی قوت اور کثرت تعداد سے جو تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اور تمہارا جو خیال ہے۔ کہ ہم ان پر غالب نہ ہوسکیں گے۔ تو یہ سمجھ لو۔ کہ ہمیں انکی جمعیت کا کچھ ڈر نہیں۔ اور نہ اس سے ہمیں کوئی شکستگی خاطر ہوسکتی ہے۔ اگر فی الحقیقت ایسا ہی معاملہ ہے۔ جو تم بیان کرتے ہو۔ تو قسم بخدا یہ امر ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے پر اور بھی زیادہ ترغیب و تحریص دلاتا ہے۔ اگر ہم مارے گئے تو ہمارا عذر خدا کے حضور میں بہت زیادہ قابل قبول ہوگا اور ہمیں خدا کی خوشنودی اور بہشت حاصل ہوگا۔ اور اس حالت میں دو نیکیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور مل رہیگی۔ اگر تم پر فتح پائی۔ تو ہمیں دنیا کا مال حاصل ہوگا۔ اور اگر تم غالب ہوئے۔ تو ہمیں عقبیٰ کی بہتری حاصل ہوگی غرض کوشش کے بعد ان دونوں میں سے جو حاصل ہو۔ وہ ہمارے لئے بہت پسندیدہ ہے۔ ہم میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو صبح و شام یہ دُعا نہ مانگتا ہو۔ کہ اللہ اسکو شہادت نصیب کرے۔ اور اس کو اپنے گاؤں اور وطن اور اہل و عیال کی طرف واپس نہ بھیجے۔ ہم نے اہل و عیال کو خدا کے سپرد کیا ہے ہمیں جو فکر ہے۔ وہ صرف آیندہ کا ہے۔

اس زمانہ میں جو کہ مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ دنیا سخت مخالفت پر تلی کھڑی ہے۔ اور جہاد کبیر کا زمانہ ہے۔ اور مخالف نئے نئے طریق ایذا ایجاد کررہا ہے۔ جس کی ایک تازہ مثال ۱۲ ستمبر بروز اتوار نظر آئی۔ جس روز کہ ہمارا لیکچر حقیقت نبوت پر ہونا تھا۔ اور باوجود لیکچر گاہ قبل از وقت کرایہ دیکر لے لینے کے وقت معین پر ہم کو بیٹھنے سے روکا گیا۔ اور یہ رکاوٹ ان لوگوں کی طرف سے تھی۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ انکو ان صحرا نشینوں کے کارنامے بھول گئے۔ جن کی گھٹی میں صبر اور بردباری پڑی تھی۔ اور آج جس کا زندہ نمونہ ان کے سامنے مسیح موعود کی احمدی جماعت ہے۔ باوجود اشد مخالفت کے جماعت ترقی پر ہے۔ اور مخالف کو ہر روز اپنے بچاؤ کا نیا راستہ تلاش کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس روز بھی اہل نظر پکار اُٹھے۔ کہ اہل حق ہونے کے لئے یہ بڑی دلیل ہے۔ کہ اسقدر مخالفت کی جارہی ہے

سچ ہے آفتاب صداقت کی کرنیں اپنے ذاتی زور سے ہی سرایت کرتی جاتی ہیں۔ ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ کوئی چاہے یا نہ۔ کوئی پسند کرے یا نہ۔ صداقتیں اپنی حکومت منوا کر رہینگی۔ اور حقایق کا عمل اور فعل اپنا دخل پاکر اور اپنا قبضہ جما کر رہیگا۔ سیاہ قلب اور متعصب لوگوں کی عناد اور نفرت اخیر پر ان کی ندامت کا باعث ہوگی۔ ایک طرف سے یہ نفرت اور کراہت کرینگے۔ تو دوسری جانب سے ان کی طبعیتیں خاموشی کے ساتھ صداقت حق سے متاثر ہوتی جائیگی۔

اس روز بالخصوص پیغامی کمپ میں خوشی منائی گئی۔ لیکن افسوس وہ یہ نہ سمجھے۔ کہ آج دنیا کیوں ان سے اسقدر خوش ہے۔ وہ لوگ جو کل تک حضرت مسیح موعود کو کافر کہتے تھے۔ اور اب بھی کہتے ہیں۔ کیوں آج ان کو سینوں سے لگانا چاہتے ہیں۔ کیا سنت الٰہی تبدیل ہو گئی یا دنیا والوں نے حق کی مخالفت چھوڑ دی۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے حق کی مخالفت قائم ہے۔ دراصل ان کے خیالات اور عقائد میں تبدیلی ہو گئی۔ اور ضرورت دنیا طلبی نے ان کی وہ کیفیت کی۔ جس کو کسی وقت سخت معیوب سمجھتے تھے اور جس کا نقد نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لوگ انہیں احمدی تک تو پکارتے نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی اصل جماعت کی اب بھی اسی طرح اور وہی مخالفت ہو رہی ہے۔ جس طرح حضرت سرور کریمؐ اور آپ کے صحابہ کی کی جاتی تھی۔

لیکن عنقریب وہ زمانہ بھی آنے والا ہے۔ جبکہ احمدی بکثرت تمام اطراف میں پھیلے ہوئے ہونگے جبکہ کوئی ان کو دکھ نہ دے سکے گا۔ تب بعد میں آنیوالے لوگ حسرت سے دیکھینگے۔ اور ترسینگے۔ غور کی جگہ ہے اے احمدی بھائیو! وہ زمانہ آج ہمیں نصیب ہے۔ وقت فرصت کو ہاتھ سے مت دو۔ تمہارے بھائیوں نے جو کہ شملہ کی جماعت کہلاتے ہیں۔ ایک مسجد شملہ میں تعمیر کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ اور اس کے لئے چندہ اکٹھا کیا جارہا ہے۔ خدا تعالےٰ وہ وقت جلد لائے۔ جبکہ مسجد تیار ہو جائے ؞

خاکسار

عبدالحکیم از شملہ

مولوی مبارک علی صاحب کو رخصت کا کلکتہ ایڈریس

کلکتہ کی جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب مولوی مبارک علی صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی۔ کو جبکہ وہ کلکتہ سے اشاعت اسلام کی خاطر نائجیریا جانے کے لئے روزانہ ہو رہے تھے۔ پُر تکلف ٹی پارٹی دی گئی۔ ڈاکٹر عبید اللہ صاحب صدر مجلس تجویز ہوئے اور محمد شجاعت علی صاحب نائب سکرٹری نے تشہد و اعوذ کے بعد ایک ایڈریس پڑھکر سُنایا۔ جسمیں جناب مولوی صاحب کے اعلیٰ اخلاق و عادات کی تعریف کرتے ہوئے انہیں مبارکباد دی گئی۔ کہ وہ تبلیغ اسلام کے مقدس فرض کی ادائگی کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ اور ان کی اس روانگی کو اہل بنگالہ کے لئے قابل فخر اور لایق تقلید قرار دیا گیا۔ آخر ان کے لئے دُعا کی گئی۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ہر مشکل اور تکلیف کے وقت ان کی امداد کرے اور اشاعت اسلام کے مقصد میں کامیابی عطا کرے۔

ایڈریس کے بعد مکرمی محمد عیسیٰ صاحب بی اے ایل ایل۔ بی نے ایک مدلل تقریر کی۔ جسمیں خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے مصائب و مشکلات کا ذکر کیا۔ اور مولوی صاحب سے ثابت قدم رہنے کی درخواست کی۔ اور کل احمدی احباب کو دُعا کرنے کی تحریک کی۔ ان کے بعد چودہری مظفر الدین صاحب طالب علم ایف۔ اے کلاس نے انگریزی میں تقریر کی۔ اور مولوی صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے ان کی قربانیوں کی قدر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں مولوی مبارک علی صاحب نے کل احمدی احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں اس جوش اور اخلاص کو دیکھ کر خوش ہوا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ بھی یہاں کی جماعت خدمت اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیگی۔ چونکہ میرا وطن بنگالہ ہے اور کلکتہ اس کا سنٹر (مرکز) ہے۔ اس لئے یہاں کی ترقی کی خبر جب کبھی مجھے پہنچیگی میں بہت خوش ہونگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کی جماعت کے لئے کیا سفر اور کیا حضر ہر جگہ دعا کرتا رہونگا۔ آخر میں پھر آپ لوگوں کا شکریہ دل سے ادا کرتا ہوں اور ہر ایک احمدی سے دعا کا خواستگار رہوں۔ دُعا پر کارروائی ختم ہوئی اور حاضرین کی مختلف قسم کی مٹھائی اور پھل اور چائے وغیرہ سے خاطر و تواضع کی گئی ؞

خاکسار محمد حسین سکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ

استدعاء دعا

جن احباب کو میں نے تین اُمور کے متعلق دُعا کیلئے تکلیف دی ہوئی ہے۔ وہ ازراہ کرم برابر دعا فرماتے رہیں۔ اور آجکل خصوصیت سے دُعا خاص فرمائیں۔ اور احباب بھی ان امور کیلئے دُعا فرمائیں۔

راقم محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ

روزانہ صداقت

یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء سے اخبار صداقت لاہور روزانہ شائع ہوا کریگا۔ اخبار کی تقطیع ۲۲ × ۱۸ اور ضخامت ۴ صفحے ہوگی۔ چندہ سالانہ عـہ ششماہی سعہ سہ ماہی للعہ ماہوار ۱۲ - قیمت فی پرچہ دو پیسے۔

چودہری غلام حیدر خان صاحب ایڈیٹر صداقت ایک کہنہ مشق ایڈیٹر ہیں۔ اُمید ہے۔ اخبار ان کی ادارت میں خوب ترقی کریگا ؞

ضرورت ہے

پوسٹ آفس کے لئے چند کلرکوں کی جو انٹرنس پاس ہوں۔ تنخواہ ۵۰ روپے ماہوار تک ملیگی۔ حاجتمند بہت جلد اپنی اپنی درخواستیں بنام سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات (مقام لکھنے کی ضرورت نہیں ہم خود لکھ دینگے) لکھ کر اُمور عامہ میں بھیجدیں۔ ہم خود درخواستوں کو اپنی سفارش کے ساتھ مقام مقصود پر بھیجدینگے۔ انشاء اللہ۔ درخواستیں انگریزی میں لکھی جاویں۔ اگر پہلے کہیں ملازمت کی ہو۔ تو نقول سارٹیفکیٹ شامل کریں۔

ناظر اُمور عامہ قادیان

۲۔ ہندوستان میں محکمہ نمک کے لئے چند انسپکٹران کی ضرورت ہے۔ جنھوں نے سب اوورسیری کا امتحان پاس کیا ہو۔ ان کو یہ ملازمتیں مل سکتی ہیں۔ حاجتمند مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمادیں۔

عبدالمجید صاحب معرفت اُمور عامہ قادیان ؞

امپیریل کونسل کی کارروائی

کونسل کا آخری اجلاس زیر صدارت ہز ایکسیلنسی وائسرائے ۱۶ ستمبر منعقد ہوا۔ استفسارات کے وقت میں قریباً ۷۵ سوالات ہوئے۔ جن میں سے بعض کے جواب حسب ذیل ہیں:۔

مارشل لا کے افسروں کو سزا مارشل لا کے ان افسروں کی سزا کے متعلق جن کے افعال قابل تعزیر قرار پائے۔ ہوم ممبر نے کہا۔ کہ ۲۰ افسروں کو قابل ملامت ٹھیرایا گیا ہے۔ کرنل اوبرائن مسٹر بارسٹان۔ مسٹر جیکب۔ مسٹر کین۔ مسٹر بالمز ارونگ۔ اور مسٹر بوسورتھ سمتھ۔ جرنیل کیمبس۔ کپتان ڈوویٹن۔ کرنل میکریے کو اطلاع دی گئی ہے۔ کہ ان کے افعال ناشائستہ اور غیر مناسب تھے۔ اور حکومت انہیں سخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ جرنل بینن۔ میجر کاربرے۔ اور لفٹننٹ ڈاڈ کے بارے میں فوجی حکام نے قرار دیا ہے۔ کہ نہایت مجبوری کے حالات میں ان افسروں کے افعال قابل الزام ہیں۔ جنرل ڈائر کا پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ کرنیل فرینک جانسن جو محکمہ فوج سے پہلے ہی سبکدوش ہو چکا ہے۔ مسٹر پن ہیرو کے متعلق مقامی حکومت سے دریافت کیا گیا ہے۔ کہ آیا محض ناراضی کی بنا پر اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ احمد جان اور اشرف جان کا جو امرتسر پولیس سے تعلق رکھتے ہیں۔ تنزل کر دیا گیا ہے۔ اور خان بہادر مرزا سلطان احمد پہلے ہی سبکدوش ہو چکا ہے۔

قانون مطابع کی ترمیم قانون مطابع کی ترمیم کے متعلق ہوم ممبر نے کہا۔ کہ اس بارے میں صوبہ کی حکومتوں سے استصواب کیا گیا ہے۔ اور معاملہ زیر غور ہے۔

خطابات اور اعزازت کی واپسی ایک سوال کے جواب میں کہا گیا۔ کہ واقعات پنجاب اور خلافت کے متعلق حکومت کی روش پر احتجاج کے طریق سے ہندوستان بھر میں۔ خطابات ۲۱ اعزازات ۱۴ تمغے ۲۳ اعزازی عہدے اور ۲۴۸ تنخواہ دار عہدے ترک کئے گئے۔

مقتولین جلیانوالہ کے ورثا کی امداد ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔ کہ جلیانوالہ کے حادثہ میں جو لوگ مقتول ہوئے۔ ان میں سے چالیس کے مفلس ورثا کو گورنمنٹ کی طرف سے امداد دیگئی ہے۔ بڑی سے بڑی امداد ساڑھے پانسو اور چھوٹی سے چھوٹی دو سو روپیہ دیگئی۔

مقتول یورپین کے متعلق ۱۴۳۲۰۸ کی رقم ادا کی گئی ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ امداد ۲ لاکھ روپیہ اور کم از کم امداد ۱۴۳۲ روپیہ کی ہے۔ مضروب یورپین اشخاص کو کل ۳۲۵۴ روپیہ کی رقم بطور امداد دی گئی۔ اس میں بڑی سے بڑی ۲۰ ہزار اور کم از کم ساڑھے سات سو ہے۔

باشندگان امرتسر کو سرکاری امداد نہیں دی گئی باشندگان امرتسر کے متعلق دریافت کرنے پر ہوم ممبر نے کہا۔ کہ ان کی امداد غیر سرکاری طور پر ہوئی ہے۔ جو لوگ امرتسر سے باہر رہتے ہیں۔ انہیں مقامی حکومت نے ۱۲ سو روپیہ تقسیم کیا ہے۔

ہز ایکسیلنسی کی اختتامی تقریر ہز ایکسیلنسی نے اپنی تقریر میں کمانڈر انچیف کو جو ہندوستان سے جانے والے ہیں الوداع کہا۔ اور اس اجلاس کو موجودہ کونسل کا آخری اجلاس بتایا اور ممبروں کو ان کے کام کے متعلق مبارکباد دی۔ اور الوداع کہتے ہوئے ان ممبروں کی کامیابی کی خواہش ظاہر کی۔ جو اپنے آپ کو بطور امیدوار پیش کرینگے۔

ہندوستان کی خبریں

آگرہ میں محرم پر فساد ۱۴ ستمبر کو آگرہ میں ایک مسجد کے قریب ہندوؤں کے باجا بجانے پر فساد ہوا جس میں ۲۵ آدمی زخمی ہوئے پولیس نے لوگوں کو منتشر کیا۔ اسی دن رات کو ایک جلسہ ہوا جس میں ہندو مسلمانوں سے اتحاد و اتفاق کی اپیل کی گئی لیکن جلسہ کو ختم ہوئے۔ ابھی ۵ منٹ بھی نہ گذرے تھے۔ کہ پھر فساد ہو گیا۔ لاٹھیاں چلیں۔ ہندو مسلمان ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ بعض موقعوں پر چاقو بھی استعمال کئے گئے۔ شہر میں بہت جوش پھیلا ہوا ہے

دیناج پور میں سیلاب دیناج پور ۱۶ ستمبر ہفتہ بھر کی مسلسل بارش سے ضلع دیناج پور میں سخت طوفان آیا ہے۔ شہر کا ایک حصہ آب ہو گیا ہے۔ اکثر مکانات گر گئے۔

بھاگلپور میں سیلاب شدید بارش کی وجہ سے ایک دریا کا پشتہ ٹوٹ گیا جس سے سات مواضع تباہ اور ہزارہا لوگ بے خانماں ہو گئے ہیں۔

ایک رحمدل مجسٹریٹ کلکتہ ۱۷ ستمبر ایک اڑیا نوجوان ہوڑہ کے پل پر چڑھ کر دریائے ہگلی میں خودکشی کی نیت سے کود پڑا جسے ایک کانسٹیبل نے بچا لیا۔ چالان ہونے پر عدالت میں ملزم نے کہا کہ میں چھ روز سے بھوکا ہوں۔ اس لئے ہوگلی میں کود کر اپنی مصیبتوں کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔ میری بیوی بچے کٹک میں ہیں۔ میں وہاں سے روزگار کی تلاش میں کلکتہ آیا تھا۔ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھا۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ میں ملزم پر سختی کروں۔ اسے عدالت کے اجلاس برخاست ہونے تک قید رکھا جائے اور سرمایہ امداد غربا سے بیس روپیہ دیکر گھر بھجوا دیا جائے۔

مسٹر گاندھی کی علالت کلکتہ ۱۷ ستمبر مسٹر گاندھی بولپور میں علیل ہیں۔

مقدمہ قتل کھیری مقدمہ قتل کھیری میں ملزم ابتدائی عدالت سے سیشن سپرد ہو گئے ہیں۔ آنریبل پنڈت جگت نرائن نے ابتدائی عدالت میں اثبات جرم کی طرف سے پیروی کی ہے۔ اور اب اعلیٰ عدالت میں بھی پیروی کرینگے۔

مسلمانوں کو نماز کی بندش اخبار شانتی راولپنڈی کا بیان ہے۔ کہ راولپنڈی کے ریلوے ورکشاپ کے مسلمان ملازمان کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ ورکشاپ کے اندر نماز نہ پڑھیں۔ اور اگر وہ باہر جا کر نماز

[illegible]

ممالکِ غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

سن فنروں کی دہوکہ دہی لنڈن ۱۴ ستمبر۔ سن فنروں نے ایک جگہ میدان میں ایک چوڑا دائرہ کھینچ کر چند خاکی وردی والے اشخاص اس کے اردگرد بٹھادئے۔ اور اس ترکیب سے ایک ہوائی جہاز کو ڈاک کے تھیلے نیچے گرانے کی ترغیب دی۔ جنھیں اٹھا کر وہ لے گئے۔

گمنام اشتہارات لنڈن ۔ ۱۵ ستمبر۔ آج صبح ڈبلن میں گمنام اشتہار چسپاں نظر آئے جنمیں لکھا ہے۔ کہ آئرش جمہوری فوج کی قتل و غارت کی وارداتیں اہل آئرلینڈ کی امداد سے ہی رک سکتی ہیں۔

فوجیوں اور سن فنروں کی جھڑپیں لنڈن ۱۵ ستمبر۔ کلمی بل اور ناک کے درمیان فوج اور سن فنروں کی معمولی سی جھڑپ ہوئی ❊

اٹلی میں شورش

کارخانوں پر کاریگروں کا قبضہ لنڈن ۱۶ ستمبر۔ میلان کا ایک تار مظہر ہے کہ گذشتہ ہفتہ کے فیصلہ کے باوجود اقتصادی پریشانی نے ایک اور تشویش ناک پلٹا کھایا ہے۔ کارخانوں پر قبضہ کی کارروائی ایک وسیع پیمانے پر جاری ہے۔ جنمیں روئی کے کارخانے بھی شامل ہیں۔ اٹلی کے بڑے بڑے اونی کے کارخانے بھی جو بیلا میں واقع ہیں۔ اس دست برد سے نہیں بچ سکے ❊

ملاحوں کی مجلس کا فیصلہ ملاحوں کی مجلس نے ایک اور فیصلہ کیا ہے کہ ہم خام پیداوار کے گٹھے اور سامان جس پر بیوپاریوں کا نام درج نہ ہوگا۔ معدنیات کے کاریگروں کو دیدینگے ❊

ریلوے والوں کا فیصلہ ریلوے والوں نے بھی کہا ہے کہ ہم بساط خانے کا تمام سامان تجارت اور خام پیداوار دہات کے کاریگروں کے حوالہ کردینگے۔

توپیں نصب کردی گئیں لنڈن ۲۰ ستمبر۔ جنیوا کا ایک تار مظہر ہے کہ گورنمنٹ نے ان پہاڑوں پر جہاں سے جنیوا پر زد پڑتی ہے۔ توپیں لگادی ہیں۔ اور کارخانوں کی طرف ان کا منہ کردیا ہے ❊

عراق عرب

سماوا کی حالت آلات پرواز کی جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ صورت حال اب رو بہ سکون ہے۔ قبائل کے جانی نقصان بہت سخت ہوئے۔ اور انکے زیادہ تر مشہور آدمی ہلاک ہوگئے۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ قبائل بہت زیادہ نا اُمید اور بددل ہوگئے ہیں۔

نصیریہ کی حالت قبائل میں نااتفاقی بڑھ رہی ہے۔ بظاہر کوئی مخالفانہ کارروائی عمل میں آتی معلوم نہیں دیتی ❊

متفرق خبریں

چین میں عیسائیوں کا قتل عام لنڈن ۔ ۱۱ ستمبر۔ ہانگ کانگ کا تار مظہر ہے کہ کیتھولک مشن کو اطلاع ملی ہے کہ بمقام ہیکیانگ شرقی ضلع چینی میں عیسائیوں کا قتل عام کیا گیا۔

بولشویک اور جنرل رینگل بالشویکوں کا ایک سرکاری اعلان ہے۔ کہ انھوں نے جنرل رینگل کی سپاہ جو جنگی رقبہ میں ہو۔ تباہ کردی ہے۔ بخلاف اس کے جنرل رینگل کے اعلان میں بہت بھاری جنگ ہونے اور ایک سالم بالشویکی بریگیڈ پکڑے جانے کی خبر ہے ❊

ترکستان سے ہندوستانیوں کا اخبار انگلشمین کا سرحدی نامہ نگار ایک مجہن کے وثوق پر جو ترکستان سے پشاور آیا ہے لکھتا ہے کہ مہندر پرتاپ کی سرپرستی اور پیارے لال کی ایڈیٹری میں جو اولوالعزم نوجوان ہیں ایک اخبار جاری ہونے والا ہے ❊

ہندوستان کا جدید وائسرائے لنڈن اخبار "سنڈے پکٹوریل" نے لکھا ہے۔ لارڈ ولنگڈن یا سر جارج لائیڈ ہندوستان کے آیندہ وائسرائے مقرر کئے جائینگے ❊

چین میں قحط کی وجہ سے زہر خورانی پیکن ۱۴ ستمبر۔ چین کے بعض صوبوں میں قحط اس درجہ وسیع ہو گیا ہے۔ کہ کئی مواضعات میں لوگ فاقہ کشی سے مرنے سے بچنے کے لئے اپنی بیویوں اور بچوں کو زہر سے ہلاک کر رہے ہیں۔ امریکن پادریوں کا خیال ہے۔ قحط زدہ رقبہ طول میں سات سو میل اور عرض میں تین سو پچاس میل تک ہے۔ قحط زدہ آبادی ۳ اور ۴ کروڑ کے درمیان ہے۔

تارکانِ وطن کی واپسی میں روک امیر صاحب نے باقیماندہ "مہاجرین کی واپسی روک دی ہے۔ تاوقتیکہ ان کے پاس افغانی پروانہ راہداری نہ ہو۔ یہ تجویز شاید اس لئے اختیار کی گئی ہے کہ مہاجرین وہ زمینیں جو انہیں حال ہی میں حکومت افغانستان کی طرف سے ملی تھیں چھوڑ کر جارہے ہیں ❊

نیویارک میں دھماکا لنڈن ۔ ۱۶ ستمبر۔ نیویارک آج دوپہر ایک ایسا عظیم دھماکا ہوا۔ جس سے شہر کا تجارتی حصہ کم و بیش متزلزل ہو گیا۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس دھماکے سے تیس شخص ہلاک اور ۱۵۰ مجروح ہوئے۔ ۱۷ ستمبر کی نیویارک کی خبر ہے کہ دھماکا ایک بہت بڑے بم کے پھٹنے سے ہوا ہے۔ جس سے نیویارک کے تمام مالی حصہ میں سخت پریشانی پھیل گئی۔ دھماکا اس وقت ہوا۔ جبکہ کھانے کی چھٹی تھی۔ اور تمام بازار راہرؤں سے بھرا ہوا تھا ❊

امریکہ کے ہوائی محل لنڈن ۔ ۱۵ ستمبر۔ ایک کمپنی نے امریکہ کے محکمہ ڈاک سے ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ ڈاک لانے اور لیجانے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ چنانچہ وہ ہوائی جہاز بنا رہی ہے۔ جنھیں ہوائی محل کہا جاتا ہے۔ ان میں ایک مقررہ نمونے کی خوابگاہیں۔ غسل ترشح کا سامان اور زمانہ حال کی تمام آسائشیں مہیا ہیں۔ ان میں ۱۶ مسافر سوار ہو سکینگے۔ اور اس کے علاوہ ڈاک لادی جاسکیگی ❊

جرمنی میں پھر دوبارہ جنگی تعلیم جاری ہوگئی لنڈن ۱۶ ستمبر۔ ٹائمز کے نام برلن کا ایک پیام مظہر ہے کہ جرمنی کا وہ مشہور جنگی سکول جو معاہدہ صلح کے مطابق بند کر دیا گیا تھا۔ پھر جاری ہو گیا ہے۔ اس میں انہی اصولوں پر تعلیم دی جاتی ہے۔ جو جنگ سے قبل تھے۔ وردیوں کو چھوڑ کر اسمیں بالکل وہی سابقہ تعلیم دیجارہی ہے ❊

پارلیمنٹ کے دو ممبر ہندوستان آرہے ہیں انڈین نیشنل کانگرس کی دعوت پر دو ممبران پارلیمنٹ کرنل ویجوڈ اور مسٹر بن سپور آیندہ ناگپور کے اجلاس کانگرس میں شرکت کی غرض سے آرہے ہیں ❊

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)